السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

سفر میں کتنی مسافت پر نماز قصر کرنی چاہیے، قرآن وحدیث سے مدلل بیان فرمائیں؟ جزاکم اللہ عن جمیع المسلمین خیراً

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نصوص شرعیہ میں مطلق سفر وارد ہے۔ کوئی صحیح روایت سفر کی حد میں میری نظر سے نہیں گزری، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی اس میں مختلف ہیں۔ عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عباس اڑتالیس میل میں دوگانہ پڑھتے تھے۔ طبرانی دارقطنی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ (۱) ل اتقصروا فی اقل من اربعۃ برد۔ مگر یہ حدیث باتفاق اہل حدیث ضعیف ہے۔ صحیح ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے۔ حافظ ابن حجر تلخیص میں لکھتے ہیں۔ (۲) والصحیح عن ابن عباس من قولہ قال الشافعی اخبرنا سفیان عن عمرو عن عطاء عن ابن عباس انہ سئل انقصر الصلوٰۃ الی عرفۃ قال لا ولکن الی عسفان والی جدۃ والی الطائف واسنادہ صحیح وروی البیھقی عن عطاء بن ابی رباح ان عبداللّٰہ بن عمرو عبداللّٰہ بن عباس کانا یصلیان رکعتین ویفطران فی اربعۃ برد فما فوق ذلک واخرجہ البخاری تعلیقا۔ ابوداوَد میں ہے۔ (۳) عن نافع ان ابن عمر کان یخرج الی غابۃ فلا یفطر ولا یقصر۔ کتاب مراصد میں لکھا ہے کہ غابۃ مدینہ منورہ سے ایک برید کی مسافت پر ہے اور دحیہ کلبی اور بعض اہل علم تین میل کو سفر کہتے ہیں اور اس میں قصر کو جائز جانتے ہیں۔

چار برد سے کم مسافت پر نماز قصر نہ کرو۔ ۱۲ :۱

اور صحیح یہی ہے کہ یہ ابن عباس کا اپنا قول ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا کہ خبر دی ہم کو سفان نے ابن عمرو سے وہ عطاء سے وہ ابن عباسؓ سے کہ ان سے پوچھا گیا کیا ہم عرفات پر نماز قصر کریں تو انہوں نے فرمایا کہ نہ، ہاں :۲
عسفان اور جدہ اور طائف پر کرلو۔ اور اس کی اسناد صحیح ہے۔ اور بیہقیؒ نے عطاء ابن ابی رباح سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما چار برد یا اس سے زیادہ فاصلے پر نماز دوگانہ پڑھتے تھے۔ اور روزہ بھی نہ رکھتے تھے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے۔ ۱۲

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ غابہ جگہ کو جاتے نہ افطار کرتے اور نہ قصر کرتے۔ :۳

ابوداوَد میں ہے۔ (۴) عن منصور الکلبی ان دحیۃ بن خلیفہ خرج من قریۃ من مشق الی قدر قریۃ عقبۃ من الفسطاط وذلک ثلاثہ امیال فی رمضان ثم ان افطر وافطر معہ ناس وکرہ اٰخرون ان یفطروا فلما رجع الی قریۃ قال واللّٰہ لقد رأیت الیوم امرا ما کنت اظن انی اراہ ان قوما رغبوا عن ھدی رسول اللّٰہ ﷺ واصحابہ۔ مگر اس روایت کی صحت میں گفتگو ہے۔ (۵) قال الخطابی ولیس ھذا الحدیث بالقوی ور لفظ ان قوما رغبوا عن ھدی رسول اللّٰہ ﷺ واصحابہ۔ مراد اس ہدی سے سفر یں افطار ہے نہ تحدید سفر۔

منصور کلبی سے روایت ہے کہ وحیہ بن خلیفہ رمضان شریف میں دمشق سے اتنی دور گئے جتنا کہ فسطاط سے عقبہ ہے۔ اور یہ تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو اس نے اپنے بعض ساتھیوں سمیت روزہ افطار کیا۔ اور بعض نے اس :۴
بات کو مکروہ جانا۔ جب اپنے گاؤں کو واپس آیا تو کہا کہ واللہ میں نے آج ایک ایسا کام دیکھا جو میرے گمان میں نہ تھا کہ دیکھوں گا۔ (وہ یہ) کہ ایک قوم نے رسول اللہ ﷺ اور آنجناب رسالتِ مآب ﷺ کے اصحاب سے روگردانی کی۔ ۱۲

خطابی نے کہا کہ یہ حدیث قوی نہیں۔ ۱۲ :۵

قال البیھقی والذی روینا عن دحیۃ الکلبی ذلک فکانہ ذھب فیہ الی ظاھر الایۃ فی الرخصۃ فی السفر واراد بقولہ رغبوا عن سنۃ رسول اللّٰہ ﷺ واصحابہ فی قبول الرخصۃ لا فی تقریر السفر الذی افطر انتھی اور سعید بن منصور نے ابو سعید سے (۱) روایت کی ہے (۲) کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا سافر فرسخاً یقصر الصلوٰۃ۔ مگر یہ حدیث طبقہ رابعہ یا خمسہ کی ہے اور اس طبقہ کی حدیث جب تک ائمہ حدیث اس کی تصحیح نہ کریں قابلِ اعتماد دلائق استناد نہیں اور اس کی تصحیح کسی سے مروی نہیں اور صحیح مسلم میں ہے۔ (۳) کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا خرج مسیرۃ ثلاثۃ امیال او ثلاثۃ فراسخ صلی رکعتین شعبۃ الشاک اس میں شعبہ کا شک ہے کہ تین میل ہے یا تین فرسخ لہٰذا یہ حدیث دو معنی کی محتمل ہے یعنی سفر کی تحدید میں یا سفر کی طویل میں اقامت کی جگہ سے تین میل یا تین فرسخ دور ہو کر دوگانہ شروع کرتے تھے غرض کہ اس باب میں یہ حدیث بھی نص صریح نہیں۔ عوالی مدینہ جو مدینہ منورہ سے بمسافت تین چار میل کے تھے روزمرہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ کو آیا کرتے تھے مگر کہیں ثابت نہیں کہ ان کو آپ نے فرمایا ہو کہ تم مسافر ہو تم دوگانہ پڑھو یا تم پر جمعہ فرض نہیں اور نہ کہیں ثابت ہے کہ کسی نے اہل عوالی سے اس آمدورفت میں دوگانہ نماز پڑھی ہو یا مواشی کے چرانیوالے جو ہر روز پانچ چھ میل چکر کھا کر اپنے قیام کی جگہ پر آتے ہیں۔ کسی نے دوگانہ نماز پڑھی ہو یا ان کو رسولِ اکرم ﷺ نے دوگانہ کا حکم دیا ہو۔

بیہقیؒ نے کہا کہ وہ جو ہم نے وحیہ کلبی سے روایت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ مطلق سفر یں دوگانہ پڑھنے اور افطار کرنے یں بظاہر آیۃ کی طرف گیا ہے۔ اور اس نے اپنے قول سے کہ ایک قوم رسول اللہ ﷺ اور :۱
آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے طریقہ سے روگردانی کی (روگردانی) قبول رخصت میں مرادلی ہے۔ نہ اس سفر کے اندازہ میں جس میں اُس نے افطار کیا۔

رسول اللہ ﷺ جب ایک فرسخ یعنی تین میل کی مسافت تک سفر کرتے تو نماز دوگانہ پڑھتے۔ :۲

رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جاتے۔ تو نماز دوگانہ پڑھتے تھے۔ ۱۲ :۳

صحیح بخاری میں ہے : (۱) وبعض العوالی من المدینۃ علی اربعۃ امیال پس معلوم ہوا کہ تین چار میل سفر نہیں نو میل از روئے حدیث مسلم سفر ہے۔ اگر محتمل باحتمال ثانی اگرچہ ضعیف ہے نہوتا لہذا امام بخاری رحمہ اللہ اپنے جامع میں لکھتے ہیں : (۲) باب فی کم یقصر الصلوۃ وسمی النبی ﷺ السفر یوماً ولیلۃً مطلب اس کا یہی معلوم ہے کہ جو شخص اس قدر مسافت پر جاوے جو گھر کو اُسی روز واپس نہ آسکے بلکہ رات کو اس کو باہر رہنا پڑے وہ سفر ہے۔ پیادہ پا آدمی درمیانہ رفتار والا ایک برید (بارہ میل) سے واپس نہیں آسکتا ہے۔ ابوداؤد میں بجائے یوم دلیل ایک روایت میں برید ہے۔ مطلب دونوں روایتوں کا ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی مذہب امام باقر وجعفر صادق وغیرہ اہلِ بیت کا ہے۔ نیل الاوطار میں ہے : (۳) وذھب الباقر والصادق واحمد بن عیسی والقاسم والھادی الی ان مسافۃ برید فصاعدًا وقال انس وھو مروی عن الاوزاعی ان مسافۃ یوم ولیلۃ اور فتح الباری میں ہے (۴) وقد اورد البخاری ما یدل علی ان اختیارہ ان اقل مسافۃ القصر یوم ولیلۃ یعنی قولہ فی صحیحہ وسمی النبی ﷺ السفر یومًا ولیلۃ بعد قولہ باب فی کم یقصر الصلوۃ اور اسی کی مؤید ہے حدیث الجمعۃ علی من اٰواہ الیل الی اھلہ رواہ الترمذی۔ یعنی جو جمعہ پڑھ کر گھر کو پہنچ سکے اس پر جمعہ فرض ہے کیوں کہ وہ مسافر نہیں، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ مگر میں نے توابع وشواہد کے طریق پر نقل کیا۔ فقط

مدینہ منورہ کی بعض عوالی ۴ میل ہے۔ یعنی چار میل تک مدینہ کی حد میں داخل ہے۔ ۱۲ع :۱

باب ہے اس بیان میں کہ کتنی مسافت پر نماز قصر کرنی چاہیے اور اس بیان میں کہ نبی ﷺ نے ایک دن رات کی مسافت کا نام سفر رکھا ہے۔ ۱۲ع :۲

امام باقر اور جعفر صادق اور احمد بن عیسیٰ اور قاسم اور ہادی اس طرف گئے ہیں کہ قصر کے سفر کی مسافت ایک برید (یعنی بارہ میل یا زیادہ اُس سے ہے) اور اوزاعی سے مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی مسافت ایک دن رات ہے۔ ۱۲ع :۳

امام بخاریؒ بھی اپنے قول (باب ہے اس بیان میں کہ کتنی مسافت پر نماز قصر کرنی چاہیے) کے بعد ایسی عبارت لائے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بہتر ہی ہے کہ قصر کی مسافت ایک دن رات ہے۔ وہ عبارت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن رات کی مسافت کا نام سفر رکھا۔ ۱۲ علوی :۴

یہی حدیث اثبات مدعاء کے واسطے کفایت نہیں کرتی اس مسئلہ میں بقدر بیس قول مختلف اہل علم سے منقول ہیں میرے فہم میں امام بخاری وائمہ اہل بیت کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما

(فتاویٰ غزنویہ ص ۱۰۸)

باب الجمع بی الصلوتین

[فتاویٰ علمائے حدیث]()

جلد 04 ص 214-218

محدث فتویٰ